بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اولیآء اللہ

(قرآن مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں)

مرتّبہ

مسعُود احمد صَاحِبُ

شائع کردہ

جماعت المسلمین

قیمت :۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَوۡلِيَآءُ اللّٰه

قرآن مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ (فاتحہ - ۴) (ترجمہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اِيَّاكَ کے معنیٰ | " اِيَّاكَ " ضمیر منصوبہ منفصلہ ہے۔ ضمائر منصوبہ منفصلہ زیادہ تر کلام میں زور اور حصر پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اگر یہ ضمائر فعل سے پہلے واقع ہوں تو زور اور حصر میں مزید قوت پیدا ہوجاتی ہے۔ مثلاً " نَعۡبُدُكَ " کے معنیٰ ہیں "ہم تیری عبادت کرتے ہیں" لیکن اس جملہ میں کوئی زور و قوت نہیں پائی جاتی اور نہ اس میں حصر پایا جاتا ہے۔ " نَعۡبُدُ اِيَّاكَ " کے معنیٰ ہیں۔ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں"۔ اس میں ایک قسم کا زور بھی پایا جاتا ہے اور حصر بھی۔ حصر سے مراد یہ ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے، اگر " اِيَّاكَ " کو فعل سے پہلے لائیں یعنی اس طرح کہیں " اِيَّاكَ نَعۡبُدُ " تو اس میں مزید زور اور حصر پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اب اس کے معنیٰ یہ ہوجاتے ہیں۔ "ہم تیری اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں"۔

عَبَدَ، يَعۡبُدُ، عِبَادَةً، عُبُوۡدِيَّةً (ن) : توحید (ایک ماننا)، بندگی کرنا، پرستش کرنا، خدمت کرنا، ذِلّت و انکساری کا اظہار کرنا، اطاعت کرنا۔

اِسۡتَعَانَ، يَسۡتَعِيۡنُ، اِسۡتِعَانَةً (باب استفعال) = مدد مانگنا۔ اس کا مادّہ "ع و ن" ہے۔

پوری آیت کا ترجمہ یہ ہوا "اے اللہ، ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں (کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے) اور اے اللہ، ہم صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں (کسی دوسرے سے مدد نہیں مانگتے)"

عبادت اور اطاعت | اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (النسآء - ۳۶) (ترجمہ) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو۔

"عبادت" ایک بہت جامع لفظ ہے جیسا کہ اس کے معنوں سے ظاہر ہے۔

(۱) "عبادت" کے معنیٰ توحید کے بھی ہیں، لہٰذا اس معنیٰ کے لحاظ سے "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" کے معنیٰ یہ ہوئے کہ:

"اے اللہ، ہم تجھ کو ایک مانتے ہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو اپنی ذات، صفات اور حقوق میں یکتا ہے۔ تیری ذات، تیری صفات اور تیرے حقوق میں تیرا کوئی شریک نہیں۔" اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ (بنی اسرائیل ۱۱۱) (ترجمہ) اس کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ بالکل اکیلا ہے، اس کے نہ ماں باپ ہیں اور نہ اولاد اور نہ اس کی کوئی بیوی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ (الانعام - ۱۰۱) (ترجمہ) اس کے اولاد کیسے ہو سکتی ہے، جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔

(۲) عبادت کے معنیٰ ذلّت وانکساری، بندگی و پرستش کرنے کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے "باادب کھڑے ہونا"، "رکوع کرنا"، "سجدہ کرنا"، "طواف کرنا" اور ان جیسے تمام کام صرف اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (البقرة - ۲۳۸) (ترجمہ) اللہ کے سامنے باادب طریقہ سے کھڑے رہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (الحج - ۷۷)

اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے ربّ کی عبادت کرو۔

مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رکوع اور سجدہ افعالِ عبادت میں سے ہیں لہٰذا کسی دوسرے کے لئے رکوع اور سجدہ جائز نہیں۔

(۳) عبادت کے معنیٰ "خدمت کرنا" بھی ہیں، اس لحاظ سے ہم صرف اللہ تعالیٰ کے خادم وغلام ہیں۔ ہمیں اس کے دین کی خدمت میں لگے رہنا چاہیئے۔ اسی کی خوشی کے لئے کام کرنا چاہیئے، ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے جس میں اس کی رضا، نہ ہو۔ دینی احکام کی قولاً و فعلاً تبلیغ و ترویج ہمارا دینی فریضہ ہے، یہ وہ خدمت ہے جس پر ہم مامور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج ۔ ۷۸) (ترجمہ) اللہ کے راستہ میں کوشش کرو جیساکہ کوشش کرنے کا حق ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللّٰهِ (الصف ۱۴) (ترجمہ) اے ایمان والو، اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ۔

انسانوں اور جانوروں کی خدمت بھی ایک دینی فریضہ ہے، البتہ انسانوں کی ایسی خدمت جو اللہ تعالیٰ کے دین کے منافی ہو، دین کی خدمت نہیں کہلا سکتی، مثلاً انسانوں کو شراب پلانے کا اہتمام کرنا، اس لئے کہ شراب پینا اور پلانا اللہ کے دین میں حرام ہے۔ یہ دین کی خدمت نہیں ہوگی بلکہ دین کے ساتھ عداوت ہوگی۔

(۴) عبادت میں اطاعت بھی شامل ہے اور یہ عبادت کا جزءِ اعظم بلکہ عبادت کی اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ (یٰسٓ ۔ ۶۰) (ترجمہ) شیطان کی عبادت نہ کرو۔

اس آیت میں عبادت سے مراد نماز، روزہ نہیں ہے، اس لئے کہ کوئی بھی شخص نہ شیطان کو سجدہ کرتا ہے، نہ رکوع، نہ شیطان کے نام کی قربانی کرتا ہے اور نہ شیطان کے نام کا وظیفہ پڑھتا ہے، البتہ شیطان کی اطاعت کرتا ہے، گویا شیطان کی اطاعت، شیطان کی عبادت ہوئی۔ شیطان کی اطاعت کر کے ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام سرزد ہوتے ہیں، اس کی اطاعت ہی سے لوگ صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں۔ گویا اطاعت ہی دراصل عبادت ہے اور کیونکہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے لہٰذا اطاعت بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، کسی دوسرے کی اطاعت کرنا گویا اس کی عبادت کرنا ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے، بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کرنا شرک

ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (الذّاريٰت - ۵۶) (ترجمہ) میں نے جنّ وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اس آیت میں بھی عبادت سے حقیقتاً اطاعت ہی مراد ہے۔ عبادت سے صرف نماز، روزہ یا اسی قسم کے دوسرے افعال مراد لینا صحیح نہیں، اس لئے کہ پھر پوری زندگی میں یہی اعمال کرنا ضروری ہوں گے، دوسرے اعمال کا کرنا مقصدِ تخلیق کے خلاف ہوگا، نہ کاروبار رہے گا، نہ کھانا پینا اور نہ شادی بیاہ، نتیجہ یہ نکلے گا کہ نسلِ انسانی ختم ہو جائے گی۔ نہ زندگی ہوگی، نہ عبادت، مقصدِ تخلیق فوت ہو جائے گا۔

مزید برآں نماز، روزہ اگرچہ عبادت ہیں لیکن ہر حالت میں عبادت نہیں۔ مثلاً :۔

(۱) اگر کوئی شخص نمازِ فجر اور طلوعِ آفتاب کے درمیان نفل نماز ادا کرے تو لغوی اعتبار سے تو اس کی نماز عبادت کہلائے گی لیکن شرعی اعتبار سے عبادت نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی بغاوت ہوگی اس لئے کہ اس نے نماز کے ادا کرنے میں اللہ تبارک وتعالےٰ کی نافرمانی کی ہے۔

(۲) اسی طرح اللہ تعالےٰ نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ عید کے دن روزہ اگرچہ لغوی اعتبار سے عبادت ہے لیکن شرعی اعتبار سے عبادت نہیں، بغاوت ہے۔

غور کیجئے آخر یہ عبادتیں بغاوت کیوں شمار ہو رہی ہیں، اگر آپ ذرا سا بھی غور فرمائیں گے تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ عبادتیں اللہ تعالےٰ کے احکام کے ماتحت نہیں ہیں لہٰذا عبادت نہیں ہیں۔

مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے جنّات کو اور انسانوں کو اپنی عبادت یعنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے لہٰذا اطاعت صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے، جب تک اس کی اجازت نہ ہو کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جا سکتی، بغیر اس کی اجازت کے دوسرے کی اطاعت شرک فی الاطاعت شمار ہوگی ــــــ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا (الحج - ۳۴) (ترجمہ) تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے، لہٰذا اُسی کی اطاعت کرو۔

انبیاء ورُسُل علیہم السّلام کی اطاعت اللہ تعالےٰ کے حکم سے کی جاتی ہے لہٰذا حکمِ الٰہی کے ماتحت فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النسآء - ۶۴) (ترجمہ) کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النسآء - ۸۰) (ترجمہ) جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت کی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول کی اطاعت فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ ہے اور کیونکہ رسول کی اطاعت اللہ تعالےٰ کے حکم سے کی جاتی ہے لہٰذا رسول کی اطاعت شرک نہیں۔

خُلفاء، اُمراء اور ماں باپ کی اطاعت بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے کی جاتی ہے لیکن ان کی اطاعت محدود و مشروط ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

① "جب (امیر کی طرف سے) گناہ کا حکم دیا جائے تو اس کے حکم کو نہ سنا جائے اور نہ اس کی اطاعت کی جائے"۔ اِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (صحیح بخاری کتاب الاحکام وصحیح مسلم کتاب الامارۃ)

② "اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں"۔ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

③ "اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہے"۔ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الاحکام وصحیح مسلم کتاب الامارۃ)

اللہ تعالےٰ نے معروف کاموں میں اپنے علاوہ دوسروں کی اطاعت کی اجازت دے دی ہے اور کیونکہ معروف کاموں سے اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا معروف کاموں میں دوسروں کی اطاعت جائز ہے اور یہ اللہ تعالےٰ ہی کی اطاعت ہے۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اطاعت صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے،

دوسروں کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جائز اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ناجائز ہے۔

ولایت اور استعانت (مدد مانگنا) " اِيَّاكَ نَعْبُدُ " سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت شرک ہے اور کیونکہ " اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ " کی بھی وہی ترکیب ہے جو " اِيَّاكَ نَعْبُدُ " کی ہے۔ (یعنی اِيَّاكَ فعل سے پہلے واقع ہوا ہے) لہٰذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے سے مدد مانگنا بھی شرک ہے۔

مدد مانگنا ایک قسم کی عبادت ہے۔ جیسا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے:

" پکارنا عبادت ہے " اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (رواہ الترمذی وصحہ)

کیونکہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت شرک ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہے۔

یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب مدد مانگنا عبادت ہے تو " اِيَّاكَ نَعْبُدُ " ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ مدد مانگنا صرف اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے، اس کا علیحدہ ذکر کیوں کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

(۱) لوگ عموماً مدد مانگنے کو عبادت نہیں سمجھتے۔

(۲) عام کے بعد خاص کا ذکر اس کی اہمیّت کی خاطر کیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرۃ - ۲۳۸) (ترجمہ) (تمام) نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی حفاظت کرو۔

" اَلصَّلَوٰتِ " میں بیچ والی نماز بھی شامل ہے لیکن اس کا علیحدہ ذکر اس کی اہمیت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

ولی کون ہوسکتا ہے مدد کرنے کے لئے ہر بات پر قدرت رکھنا ضروری ہے اور یہ صفت اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں لہٰذا کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (الانعام - ۱۷) (ترجمہ) اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو

اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں سوائے اللہ کے اور اگر اللہ تم کو کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ہر چیز پر قادر نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی مددگار نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ (البقرة - ۱۰۷) (ترجمہ) اللہ کے علاوہ نہ تمہارا کوئی ولی ہے، نہ مددگار۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام ۱۴) (ترجمہ) (اے رسول!) آپ کہہ دیجئے کہ کیا میں اللہ، زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کے علاوہ، کسی اور کو ولی بناؤں؟

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ط (کہف ۴۴) (ترجمہ) پس ولایت اللہ (معبود) برحق کے لئے ہی (ثابت) ہے۔ (وَلَایَۃ = سرپرستی، مدد کرنا)

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ، اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ○ (کہف ۱۰۲) کیا کافروں نے میرے بندوں کو میرے علاوہ اولیاء بنا کر (یہ) سمجھ لیا ہے (کہ ہم انہیں سزا نہیں دیں گے) ہم نے ان کافروں کی مہمانی کے لئے جہنّم تیار کر رکھی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (عنکبوت ۴۱) جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو اولیاء بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے، کاش ان کو علم ہوتا (کہ اللہ کے علاوہ دوسرے اَوْلِيَآءَ بنانا ایسا ہے جیسا جالا بنانا جو کسی قسم کی حفاظت نہیں کر سکتا)۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى (شوریٰ ۹) (ترجمہ) کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ اولیاء بنا رکھے ہیں، ولی تو اللہ ہی ہے، وہی مُردوں کو زندہ کرے گا۔ (یعنی ولی وہ ہی ہو سکتا ہے جو تمام مردوں کو زندہ کر دے)۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ (شوریٰ ۴۴) (ترجمہ) اور جس کو اللہ گمراہی میں چھوڑ دے تو اس کے بعد اس کی بگڑی بنانے والا کوئی نہیں۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (الانفال ۱۰) مدد اللہ کے علاوہ کسی کے پاس سے نہیں آتی۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○ (الاعراف ۱۹۷) (ترجمہ) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کی قوت نہیں رکھتے بلکہ وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالےٰ کے علاوہ جن لوگوں کو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے وہ جب اپنی مدد نہیں کر سکتے تو دوسروں کی کیا مدد کریں گے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی مدد یا اپنی زندگی میں دوسروں کی مدد کرتا ہے تو بس اُسی حد تک جس حد تک اللہ تعالےٰ چاہتا ہے، وہ مدد کرنے کا مالک و مختار نہیں ہوتا کہ جب چاہے اور جس قسم کی چاہے مدد کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ○ (الاعراف ۱۸۸) (ترجمہ) (اے رسول!) کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک و مختار نہیں مگر جتنا اللہ چاہے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ○ (التکویر۔ ۲۹) (اے رسول!) تم کچھ نہیں چاہ سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ چاہے۔

مددگار کا قادر ہونے کے علاوہ حاضر و ناظر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ مدد کرنے والا مصیبت زدہ کی پکار کو سن کر یا اس کی مصیبت کو دیکھ کر اس کی مدد کر سکے۔ اگر مددگار حاضر و ناظر نہ ہو تو اس کو یہ قدرت ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے مقام پر مصیبت زدہ کی پکار کو سن لے خواہ وہ مصیبت زدہ کہیں ہو، ایسی صورت میں اُسکا عالم الغیب ہونا ضروری ہے تاکہ پکار سن کر اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص فلاں مقام پر اُسے پکار رہا ہے۔ کوئی کسی کی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا بے سود ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ (الاحقاف ۔ ۵) (ترجمہ) اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی بات کو پورا نہیں کر سکتے

بلکہ وہ تو اس کی پکار سے غافل ہیں (انہیں خبر ہی نہیں کہ انہیں کون پکار رہا ہے)

اس آیت سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالٰے کے علاوہ جن کو پکارا جاتا ہے وہ پکارنے والوں کی آواز سے غافل ہیں اور جب وہ سُن ہی نہیں سکتے تو مدد کیا کریں گے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے :۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○ (الاعراف ۱۹۱، ۱۹۲) کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ ان شریک بنانے والوں کی مدد نہیں کر سکتے (اور ان کی مدد وہ کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدد وہی کر سکتا ہے جو خالق ہو، کوئی مخلوق کسی مخلوق کی مدد نہیں کر سکتا۔ مخلوق سے مدد مانگنا شرک ہے۔

مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مدد وہ کر سکتا ہے۔

(۱) جو خالق ہو (۲) جو ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہو، (۳) جو حاضر و ناظر ہو، یا جو ہر جگہ سے پکارنے والے کی پکار کو سُن لے، اور عالم الغیب ہو۔

کیونکہ یہ صفات نہ زندہ لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور نہ ان لوگوں میں جو وفات پا چکے ہیں، لہٰذا وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے، یہ صفات صرف اللہ تبارک و تعالٰے کے لئے مخصوص ہیں لہٰذا صرف اللہ تبارک و تعالٰے ہی مدد کر سکتا ہے، جو لوگ اللہ تعالٰے کے علاوہ دوسروں کو پکار کر المدد المدد اور غوث و دستگیر کے نعرے لگاتے ہیں یا کسی اور طرح پکارتے ہیں وہ شرک کے مرتکب ہیں۔

نوٹ :۔ اللہ تعالٰے عرش پر ہے لیکن وہ ہر جگہ بھی حاضر و ناظر ہے۔ اس کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اُس کی ایک صفت ہے جس کی کیفیت سے ہم قطعاً نابلد ہیں۔ اس کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی کیفیت کو صرف وہی جانتا ہے۔

بندگی و پرستش، نذر و نیاز کے تمام کام صرف اللہ تعالٰے کے لئے کیجئے، کچھ فائدے کی امید پر کسی کے لئے ایصالِ ثواب کرنا پھر اس کو وسیلہ سمجھنا اور اللہ کا نام بھی لینا یہ سب خود فریبی

اور شرک ہے لہٰذا کسی دوسرے کے لئے ہرگز نہ کیجئے۔ نذر اور نیاز کا تعلق صرف اللہ سے ہو مثلاً میری فلاں دُعا مقبول ہوگی تو میں تین روزے رکھوں گا یا فلاں چیز صدقہ کروں گا۔ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کی کیجئے، اگر کسی دوسرے کی اطاعت آپ کریں تو یہ سمجھ کر کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید یا حدیث میں اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے یا اس کی اطاعت کی اجازت دی ہے، اگر اللہ تعالےٰ کا حکم نہ ہوتا یا اللہ تعالےٰ کی اجازت نہ ہوتی تو ہم اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کرتے۔

اطاعت کو صرف اللہ تعالےٰ کا حق سمجھئے، دوسرے کی اطاعت احکامِ الٰہی کے ماتحت کیجئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہی مُستعان و مددگار ہے، صرف اُسی سے مدد مانگئے، کسی دوسرے سے ہرگز مدد نہ مانگئے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ (رواہ الترمذی فی ابواب صفۃ القیٰمۃ وصححہ) (ترجمہ) جب (کوئی چیز) مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد مانگو تو (وہ بھی) اللہ ہی سے مانگو۔

اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ (یونس - ۶۲-۶۳)

(اے لوگو!) خبردار ہو جاؤ، اللہ کے دوستوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ایمان لائے اور تقویٰ شعار رہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا کام ہے۔ دنیا میں بے شک ان کو عارضی مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن خبردار ہو جاؤ، ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو ایمان لائے ہوں گے اور تقویٰ شعار ہونگے۔

اللہ تعالیٰ سے دنیا میں ڈرتے ہوں گے اور متقی و پرہیز گار ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کی دو نشانیاں بتائیں۔ ایک ایمان اور دوسری تقویٰ۔ یعنی اگر کسی شخص میں ایمان اور تقویٰ میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

متقی کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ (الاعراف - ۱۵۶ - ۱۵۷)

اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، البتہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے (یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا) جو رسول نبی اُمّی کی پیروی کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانے والے وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں یعنی متقی درحقیقت وہی ہے جو متبع سنت ہے۔ جو متبع سنت نہیں وہ متقی بھی نہیں۔

اس آیت سے دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ اللہ کی وسیع رحمت بھی رسول کی پیروی پر موقوف ہے۔ اگر اتباع رسول نہیں تو رحمت کی امید خوش فہمی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں لہذا جو متقی نہیں اس پر اللہ کی رحمت نہیں ہو سکتی اور اس لئے وہ اللہ کا ولی بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (آل عمران - ۳۱)

(اے رسول!) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبّت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ (بھی) تم سے

محبت کرے گا تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی ہے اور اس سے محبت کرنا شرطِ ایمان ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے محبوب وہ لوگ ہیں جو متّبعِ رسُول ہیں۔

الغرض، اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی نشانی صرف یہی ہے کہ وہ سنّت کے پابند ہوں۔ اگر کوئی شخص سنّت کا پابند نہ ہو تو خواہ وہ کیسا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں :۔ تین آدمی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کے گھروں میں آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے (آپ کی عبادت کا حال) بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو (اپنے لئے) کم سمجھا، انہوں نے کہا، ہم آپ کی برابری کس طرح کرسکتے ہیں، آپ کو تو اگلے پچھلے تمام کاموں سے جن کا انجام بُرا ہو محفوظ کر دیا گیا ہے (آپ سے غلط کام ہوتا ہی نہیں)، ایک نے کہا، میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا، میں ہمیشہ روزے رکھوں گا (کبھی) افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا، میں نکاح نہیں کروں گا اور عورتوں سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، "کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں، پھر بھی روزے رکھتا ہوں اور افطار (بھی) کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، (یاد رکھو) جو میری سنّت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح جزء ۷ ص۲ وروی مسلم نحوہ فی کتاب النکاح جزء اوّل ص۵۸۴)

ان تین آدمیوں نے جن کاموں کا ارادہ کیا وہ کام یقیناً نیک تھے اور خلوصِ نیّت پر مبنی تھے اس کے باوجود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی کا اظہار فرمایا اور سنّت سے زائد کام کرنے سے روک دیا بلکہ سنّت سے زیادہ کام کرنے سے اپنی بے تعلقی اور بیزاری

کا اظہار فرمایا۔ اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ ہو اگر سنّت سے زائد ہو تو مردود ہے، اس کے کرنے سے ثواب حاصل نہیں ہو گا بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہو گا۔ لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقویٰ دراصل اتبّاعِ سنّت کا نام ہے اور متّبعِ سنّت ہی دراصل اللہ کا ولی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے زیادہ متّقی تھے لہٰذا جو کچھ آپ نے کیا وہ تقوے کی انتہائی منزل اور آخری حد ہے اس کے آگے ضلالت و گمراہی کی حدود شروع ہو جاتی ہیں لہٰذا جو شخص سنّت سے زائد کام کرتا ہے وہ گویا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ متّقی بننا چاہتا ہے، ایسا شخص یقیناً اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ، وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (حدید ـ ۲۷)

جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السّلام کی پیروی کی ہم نے اُن کے دلوں میں شفقت اور مہربانی کا جذبہ پیدا کر دیا (پھر) ان لوگوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی (انہوں نے اپنے خیال میں) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (خود ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اس کو نبا ہنا چاہیئے تھا نباہ بھی نہ سکے، پھر جو لوگ ان (بدعتیوں) میں سے ایمان لے آئے اُن کو ہم نے اُن کا اجر دیا اور اُن میں سے بہت سے فاسق رہے۔ (رہبانیت کی بدعت پر قائم رہے)۔

آیت کے پہلے حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیروی کرنے والوں کی تعریف کی، یہ بدعتی نہیں تھے، پھر آیت کے دوسرے حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے پیروی کرنے والوں میں سے ان لوگوں کی مذمت کی جو بدعت کا شکار ہو گئے تھے۔ پھر ان بدعتیوں میں سے بعض لوگوں کے ایمان لانے کا ذکر کیا، اس کا مطلب صاف ہے کہ پہلے وہ بدعتی کافر ہو گئے تھے۔ جب بدعت چھوڑ کر تائب ہو گئے تو گویا پھر ایمان لائے، لہٰذا ثابت ہوا کہ بدعت

کفر کی ایک قسم ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رہبانیت پہلے سے دین میں شامل نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا تھا، بعد میں نصاریٰ نے اسے ایجاد کیا، اللہ تعالیٰ نے اس ایجاد کو بدعت کہا، لہذا آیت سے ثابت ہوا کہ بدعت "وہ نیا کام ہے جو پہلے سے دین میں موجود نہ ہو"

اسی طرح تصوّف ایک ایسی چیز ہے جس سے پوری شریعت بے معنی اور بے مہمل ہو کر رہ جاتی ہے، شریعت کی جگہ ایک اور چیز لے لیتی ہے جس کو طریقت کہتے ہیں طریقت خالصتاً ایک غیر اسلامی چیز تھی لیکن اس کو کس طرح اسلام کی روح بنا یا گیا یہ ایک رُلا دینے والی حقیقت ہے۔

صوفی کا ذہن ایک خاص سانچہ میں ڈھلا۔ یہ ذہن جب شریعت سے ٹکرایا تو بجائے اس کے کہ طریقت کو ترک کر دیا جاتا، شریعت کو ترک کر دیا گیا، لیکن شریعت کو ترک کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا اس لئے طریقت کی منازل کو شریعت سے بلند و بالا مقام اور درجہ دے دیا گیا اور ان منازل کو طے کرنے والے کے لئے شریعت کی پابندی ضروری نہیں سمجھی گئی۔ اگر ان کا پیر نماز ادا نہیں کرتا تو یہ کہکر دوسروں کا منہ بند کر دیتے ہیں کہ پیر صاحب یہاں نماز نہیں پڑھتے بلکہ کعبہ میں جا کر نماز ادا کرتے ہیں، پھر بے باک اتنے کہ شریعت سے اپنے بغض کا صاف اقرار بھی کرتے ہیں مگر اس پر طریقت کا روغن مل کر۔ یہ کتنا بڑا جرم ہے اور کتنا بڑا کفر! العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ
(یونس - ۱۵)

(کافر) جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ آپ اس (قرآن) کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آئیں یا اس کو بدل دیں، (اے رسول!) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اختیار نہیں کہ میں اپنی طرف سے اسکو بدل دوں، میں تو بس اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے، شریعت کو بدلنے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو بھی نہیں تھا لیکن یہ اہل طریقت کتنے بے باک ہیں کہ شریعت کے بدلہ ایک نئی چیز لے آتے ہیں۔

قرآن مجید دل کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے، اس میں دلوں کی صفائی کے لئے سب کچھ موجود ہے، پھر اسکو چھوڑ کر تزکیۂ قلوب کے لئے نئی چیز بنالینا کتنا بڑا ظلم ہے۔

بعض اہل تصوف اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا طریقہ شریعت کے تابع ہے لیکن یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے، اس میں حقیقت کچھ بھی نہیں، اس لئے کہ اہل تصوّف کے حلقے، اِلّا اللہ کی ضربیں، مراقبے اور اشغالِ روحانی، نفس کُشی، مشائخ کے شجرے کا وِرد، عُرس، خرقہ پوشی، پیری مریدی اور پیروں کے بہت سے خلافِ شرع اعمال واقوال وغیرہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا شریعت میں کوئی وجود نہیں۔

اَولیآءِ اللہ سب عامل بالحدیث تھے لہذا اللہ کا ولی کبھی جاہل نہیں ہو سکتا. کرامت ولایت کا معیار نہیں بلکہ اتّباعِ رسُول ہی ولایت کا معیار ہے. کرامت کا ظہور تو ہندو سادھوؤں سے بھی ہوتا ہے۔

اللہ کے بندوں میں ایک گروہ اولیآءِ اللہ کا بھی ہوتا ہے جن کو کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ اللہ کی زمین میں اللہ کی حُجّت ہوتے ہیں اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (اٰل عمران ــ ۲۰۰)

اے ایمان والو! (خود بھی) ثابت قدم رہو اور (دوسروں کو بھی) ثابت قدم رکھو، مورچوں پر ڈٹے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جنگِ اُحد میں جو نقصان پہنچا تھا اس پر ان کی تسلّی فرمائی کہ جب تک دوسرا حکم نہ ملے پہلے حکم پر جمے رہو، اپنے کو اسی حالت پر روکے رکھو جس حالت پر رہنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ پھر آگے فرمایا، اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ فلاح کا دارومدار تقوٰی پر ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ ” مبارک باد ہے اس بندہ کے لئے جو

اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اس حال میں (جنگ میں شریک) ہوتا ہے کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور قدم غبار آلود ہیں، اگر وہ پہرے پر ہے تو پہرہ ہی دے رہا ہے، اگر فوج کے پچھلے دستہ میں ہے تو بس اسی پر (ڈٹا رہتا) ہے، اگر وہ اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے اور اگر وہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے (یعنی دنیوی طور پر وہ کتنا ہی حقیر ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ اور اجر ہے) (صحیح بخاری کتاب الجہاد)۔

(ہاں! ایسا ہوتا ہے اللہ کا ولی ۔ دنیا کی نظر میں حقیر اور اللہ کی نظر میں عظیم ۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہر وقت لگا رہتا ہے، میدانِ عمل میں ہر دم ڈٹا رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی، اس کو نہ پہلے کوئی جانتا تھا، نہ اب کوئی جانتا ہے ۔ ہاں! اس کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیوں کہ وہ اللہ کا ولی ہے۔ پھر کسی کو اسے پہچاننے کی ضرورت بھی کیا ہے؟ اس سے ہم کو کیا لینا دینا؟ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے اور متقی کا ولی ہے اور اسی لئے ہر ایمان والا بھی اللہ کا ولی ہے ۔ الغرض! اللہ تعالےٰ ہی سب کا مولیٰ مُشکل کشاء اور ولی ہے ۔ محمد صدّیق)

ماخوذ :- (۱) تفسیر قرآن عزیز جلد اوّل دوم و پنجم (۲) ذہن پرستی (۳) توحید المسلمین (۴) بدعت (۵) ترک سنّت گناہ ہے اور (۶) تلاشِ حق ۔ از : مسعود احمد صاحب

تلخیص و ترتیب : محمد صدّیق میمن

"اسلام کا نظریۂ ولی، ولایت اور اولیآء" اور "مشکل کشاء" کا انتظار کیجئے

—— مرتبہ : محمد صدّیق میمن

کتابت : عبدالحفیظ

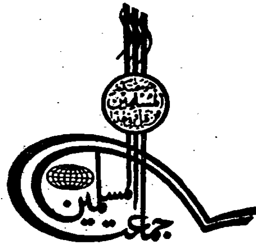
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ	..	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	..	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	..	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	..	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلق	..	دُنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی : ایمان باللہ العظیم	..	وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN [INDIA]

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

Flat #204, Saleem Masood Complex,
Nizam Colony, Toli chowki,
Hyderabad – 500 008 (A.P.)
Cell: 9246343676 / 7396620946